فہم قرآن میں ربط و مناسبت کے منہج کا آغاز وارتقاء

Concept Of Relevance in the comprehension of Quran Origin and Evolution

Dr. Muhammad Khurram
Lecturer Islamic Studies, University of Engineering and Technology, Taxila:
doctorkhurram028@gmail.com

Akhlaq Ahmed
PhD Scholar, Department of Islamic Studies (Interfaith), Allama Iqbal Open University, Islamabad:
akhlaqahmed593@gmail.com

Abstract:
To comprehend the Qur'an, it's crucial to grasp the relationship between its verses and surahs. Numerous books have delved into this connection, leading many commentators to pay special attention to the coherence of the Qur'an in their interpretations. Commentators like Imam Razi in Tafsir Kabir, Imam Abu Al-Saud in his Tafsir "Irshad ul -Aqle-Salim Al Mazaya Al-Kitabe AlKareem," Khatib Sharbini in Tafsir Siraj e Munir, and certain schools of thought in Pakistan and India have emphasized the structural harmony within the Quranic verses, making it a focal point of their Quranic services.

Keywords: *Qur'an, comprehend, verses and surahs, relationship, coherence*

تمہید

علم تفسیر عہد رسالت، عہد صحابہ، عہد تابعین و تبع تابعین سے ارتقائی مراحل طے کرتے ہوئے عصر حاضر تک جاری و ساری ہے۔ قرآن کریم چونکہ عربی زبان میں نازل ہوا اور عرب اس کے اولین مخاطب تھے اور عربی، مادری زبان ہونے کی وجہ سے قرآن حکیم کے مفہوم و معانی کے سمجھنے میں انھیں کوئی دشواری پیش نہیں آتی تھی۔ اس کے ساتھ ساتھ رسول کریم ﷺ صلی اللہ سلم کے موجود ہونے کی وجہ سے مشکل بات کو ان سے استفسار کے بعد سمجھ لیا جاتا تھا۔

فہم قرآن میں ربط و مناسبت کے منہج کا آغاز و ارتقاء

آپ ﷺ کے زمانے کے بعد صحابہؓ جنھوں نے قرآن کریم کے مفہوم و معانی کو آپ ﷺ سے سیکھا تھا، انھیں قرآن مجید کو سمجھنے میں کوئی خاص دقت پیش نہیں آتی تھی۔ کئی کبار صحابہ تفسیر قرآن میں انتہائی مہارت رکھتے تھے۔ جیسا کہ: "خلفائے راشدین، عبد اللہ بن مسعود، ابی ابن کعب، عبد اللہ بن عباس، زید بن ثابت، ابو موسیٰ اشعری اور عبد اللہ بن زبیر رضوان اللہ علیہم اجمعین" کے نام نمایاں ہیں۔

صحابہ کے کے بعد تابعین کا دور شروع ہوا وہ صحابہ کے شاگرد تھے انہوں نے ان سے خوب فائدہ اٹھایا تھا۔ اس لیے ان میں بھی نامور مفسرین گزرے جیسے مجاہد، عطاء، عکرمہ وغیرہ۔ تابعین کے بعد جب تبع تابعین کا زمانۂ آیا اور یہ زمانۂ حدیث کے جمع و تدوین کا تھا۔ اس لیے قرآن کی تفسیر احادیث نبویہ سے کرنے کا آغاز ہوا۔ اور اس تفسیری کام نے ایک مستقل فن کی شکل اختیار کر لی۔ اس دور میں شعبہ، ثوری اور سفیان ابن عیینہ کے نام قابل ذکر ہیں۔

اس کے بعد اگلہ مرحلہ اموی دورِ خلافت ہے جو عباسی خلافت کے اوائل تک چلا جاتا ہے۔ تفسیر، حدیث نبوی سے جدا ہوئی اور وہ ایک مستقل فن گردانا جانے لگا۔ چنانچہ قرآن کی ہر ہر آیت اور ہر ہر سورت کی تفسیر کا سلسلہ شروع ہوا۔ ابن جریر طبری، ابن ابی حاتم اور ابو بکر نیشابوری اس دور کے مشہور مفسرین ہیں۔

دور نبوی ﷺ کے بعد قرنِ اول میں قرآن مقدس کی آیات کے فہم کے لیے احادیث رسول کریم ﷺ اور اقوال صحابہ پر اکتفاء کیا جاتا تھا، صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین چوں کہ اکثر واقعات و احکامات کے عینی شاہد تھے، اس لیے کلام الٰہی کو سمجھنے میں کسی قسم کی دشواری پیش نہیں آتی تھی۔ خلفائے راشدین کے دور کے بعد جب بنو امیہ کا دور آیا تو چوں کہ بنو امیہ کے دور میں زیادہ تر اسلامی جنگیں لڑی گئیں، دنیا کے مختلف ممالک پر اسلامی پرچم کو لہرایا گیا، اس وجہ سے علمی مباحث کی طرف بہت کم التفات کی نوبت آئی۔ اس لیے ان کے دور میں قرآن کریم کی تفسیر کے لیے زیادہ تر نقل پر ہی اعتماد کیا گیا۔

البتہ بنو عباس کے دور میں اسلامی سلطنت کی سرحدیں کافی دور دور تک پھیل گئی تھیں۔ اسلامی سلطنت کا دائرہ کافی وسیع ہو چکا تھا۔ عرب و عجم اپنے اپنے علوم و تجربات سے ایک دوسرے سے مستفید ہونے لگ گئے۔ دوسری صدی ہجری کے وسط میں سینکڑوں نہیں بل کہ ہزاروں کتابوں کے جو مختلف زبانوں میں لکھی گئی تھیں، عربی میں تراجم کروائے گئے، تصانیف پر باقاعدہ اعزاز و انعامات سے نوازا گیا، تو جہاں دیگر فنون پر ڈھیروں کتابیں لکھی گئیں اور ان میں تنوع پیدا ہوا، وہاں علمِ تفسیر کے اندر بیانی اور ادبی مباحث کا بھی دروازہ کھولا گیا۔ چنانچہ ابو عبیدہ معمر بن مثنی، ابن ندیم، اصمعی، فراء دیلمی وغیرہ کی لکھی گئی تفاسیر منظر عام پر آئیں۔

تیسری صدی ہجری سے قرآن کریم کے بلاغی پہلوؤں پر لکھنے کا آغاز ہوا۔ اور جاحظ کی "نظم القرآن "اس موضوع پر لکھی گئی پہلی تفسیر ہے۔ اس کے علاوہ ابن الاخشید کی نظم القرآن، ابن نصر کی نظم القرآن اور ابن قتیبہ کی "تاویل مشکل القرآن" ان میں نمایاں کتب کی حیثیت رکھتی ہیں۔ ان تصانیف کے منظر عام پر آنے کے بعد قرآن کریم کے بلاغی پہلوؤں کو نمایاں کرنے کی طرف رجحان بڑھنے لگا۔ چوتھی صدی میں علامہ واسطی نے "اعجاز القران ابوالحسن"، علامہ الرمانی نے "النکت فی اعجاز القران" لکھیں۔ اس کے بعد اس موضوع پر مختلف اہل علم نے مختلف جہتوں سے بلاغت قرآن پر کتب تصنیف فرماکر قرآن حکیم کے بلاغی اعجاز کو احسن طریقہ سے نمایاں کیا۔ لیکن ربط السوروالآیات پر کسی نے کوئی خاص کتاب تصنیف نہیں کی، جس کی بنیادی وجہ یہ تھی کہ سامعین بھی ان کی بات کو اچھے طریقے سے سمجھ جاتے تھے، بل کہ بلغاء عرب کے ہاں حذف و اختصار ایک خوبی سمجھی جاتی تھی اور قرب زمانہ کی وجہ سے نزول آیات کے اسباب، پس منظر، احکام ومسائل لوگوں کے اذہان سے ابھی تک محو نہیں ہوئے تھے۔

علم ربطِ قرآن کی ابتداء

علوم اسلامیہ کی ترویج کے ساتھ ساتھ جہاں دیگر علوم وفنون میں تنوع پیدا ہوا وہیں فہم قرآن میں ارتباط الآیات و السور کی طرف بھی بعض اہل علم کا رجحان پیدا ہوا، بنیادی طور پر اس کی ضرورت پیش آنے کی وجہ یہ تھی کہ اسلامی سلطنت میں غیر عربی اقوام کی شمولیت اور قرونِ اولی سے دوری کے باعث قرآنی آیات کے احکام، مسائل، اسباب نزول وغیرہ اہل علم سے مخفی ہوگئے۔ قرآنی لطائف و اشارات کا سمجھنا دشوار ہوگیا تو کلامِ الہی کی مراد کو سمجھنے اور جانچنے کے لیے آیات کی باہمی مناسبت کی طرف رجحان پیدا ہوا، چناچہ تیسری صدی ہجری سے لے کر موجودہ زمانے تک مختلف اہل علم وفن نے مختلف جہتوں سے اس پر کام کیا اور قرآنی جواہرات کو روز روشن کی طرح عیاں کیا۔ تو ضرورت اس بات کی ہے کہ اس کام کے ارتقاء کا جائزہ لیا جائے تاکہ اس کے آغاز، عروج، رجحان اور اہمیت کا بخوبی اندازہ ہوسکے۔

ذیل میں ربط قرآن کو اپنا موضوع سخن بنانے والے اور اس عظیم الشان علم کی طرف توجہ دلانے والے ماہرین فن کو تدریجا ذکر کیا جاتا ہے۔ قارئین کی آسانی کے لیے ان کو طبقات کے اعتبار سے ذکر کیا جاتا ہے۔ علماء نے مفسرین کے طبقات قائم کیے ہیں۔ عبد الصمد صارم الازہری فرماتے ہیں:

جلال الدین سیوطی نے اپنی کتاب میں اپنے زمانے تک کہ مفسرین کے آٹھ طبقے بنائے ہیں. جبکہ قریب کے زمانے میں نواب صدیق حسن خان نے اپنی کتاب "اکسیر فی اصول تفسیر" میں اپنے زمانے تک تیرہ طبقے بنائے ہیں. اور مولانا

فہم قرآن میں ربط و مناسبت کے منہج کا آغاز وارتقاء

عبد الحق دہلوی نے نویں صدی تک نو طبقے بنائے ہیں جبکہ نویں صدی سے چودھویں صدی تک کے مفسرین کو ایک ہی طبقہ میں شمار کیا ہے۔ اور راقم نے نویں صدی تک مولانا عبد الحق دہلوی کی تقسیم کو نقل کیا ہے جبکہ نویں صدی کے بعد چودھویں صدی تک تین طبقے قائم کیے ہیں جن کو طبقہ دہم طبقہ یازدہم اور طبقہ دوازدہم کا نام دیا ہے[1]۔ اور چودھویں صدی کے مفسرین ان کی تعداد زیادہ ہونے کی وجہ سے ان کو الگ عنوان کے تحت ذکر کیا گیا ہے۔ مولانا محمد طاہرؒ نے طبقات المفسرین پر لکھی گئی کتاب[2] میں مفسرین کے طبقات کو صدیوں کے اعتبار سے تقسیم کیا ہے اور سن وفات کو مد نظر رکھتے ہوئے مفسرین کے چودہ طبقے بنائے ہیں۔ زیر نظر مقالے میں اسی کو بنیاد بنا کر مفسرین کو طبقات میں تقسیم کیا گیا ہے۔ اور اس کو طبقات میں تقسیم کرنے کی وجہ یہ ہے کہ اس علم کے آغاز وارتقاء کا مکمل طور پر ادراک ہو سکے۔ چونکہ اس علم کا باقاعدہ آغاز تصنیفی صورت میں طبقہ سوم کے مفسرین سے ہوا، اس لیے طبقہ اول ودوم کی آراء و تعارف کو مقالے میں زیر بحث نہیں لایا گیا۔

ربط قرآن اور طبقہ سوم کے مفسرین

طبقہ سوم میں ربط و نظم کے حوالے سے کام کی ابتداء کرنے والوں میں ایک نام کا ذکر ملتا ہے۔ جو جاحظ کے نام سے مشہور و معروف ہیں۔ علامہ جاحظ کی کتاب "نظم القرآن" نظم قرآن کے موضوع پر لکھی جانی والی سب سے پہلی تصنیف ہے۔ جیسا کہ علامہ رافعی کے قول سے معلوم ہوتا ہے۔ وہ فرماتے ہیں کہ نظم القرآن کے جزوی پہلو پر لکھی جانے والی یہ پہلی تصنیف ہے۔ "البیان والتبیین" میں نظم وربط کے حوالہ سے جاحظ فرماتے ہیں:

قرآن کا نظم وربط دیگر کلاموں سے جداگانہ حیثیت رکھتا ہے، البتہ اس کے نظم کو سمجھنے اور بحر عمیق سے موتی نکالنے کے لیے عربی ادب کا جاننا ضروری ہے۔[3]

---

[1] صارم، عبد الصمد، تاریخ التفسیر، ص26، مکتبہ رحمانیہ لاہور، ط دوم، 1966ء
Sarim, Abd al-Samad, Tarikh al-Tafseer, p. 26, Muktaba Rahmaniya Lahore, II, 1966

[2] ان کی کتاب کا نام "نیل السائرین فی طبقات المفسرین" ہے۔ جو عربی زبان میں ہے۔ جس کو مکتبۃ الیمان دارالقرآن پنج پیر نے شائع کیا۔

[3] جاحظ، عمرو بن بحر بن محبوب، البیان والتبیین، ج1، ص44، لجنۃ التألیف والترجمۃ والنشر، مصر
Jahiz, Amr bin Bahr bin Mahbub, al-Bayan wa al-Tabeen, Vol. 1, p. 44, Lajnat al-Taalif wa Targama wa Naṣr, Egypt.

"معجم الادباء" میں جاحظ کے حوالے سے یہ بات نقل کی گئی ہے کہ وہ فرماتے ہیں: قرآن کریم کی سورتیں اور آیات آپس میں اس طرح سے بندی اور جڑی ہوئی ہیں جیسا کہ لوگ قطار میں کندھے سے کندھا ملا کر کھڑے ہوں۔[4]

ربط قرآن اور طبقہ چہارم کے مفسرین

طبقہ چہارم میں ربط و مناسبت پر کام کرنے والے مفسرین درج ذیل ہیں:

- علامہ ابن جریر طبری
- شیخ ابو بکر نیشاپوری
- احمد بن محمد الخطابی
- ابو الفرج مقری ہمدانی
- ابو بکر محمد بن طیب الباقلانی

علامہ ابن جریر کا اپنی تفسیر طبری میں اگرچہ رجحان جمع الروایات کا رہا ہے لیکن اکثر و بیشتر ان کے ہاں راجح قول وہی ہوتا ہے جس میں سیاق وسباق اور مناسبت کی رعایت رکھی گئی ہو، ان کے نزدیک قرآن کریم کو تمام آسمانی کتب پر فضیلت نظم و ترتیب ہی کی وجہ سے ہے۔ اس لیے ایک جگہ وہ لکھتے ہیں:

"ومن أشرف تلك المعاني التي فضل بها كتابنا سائر الكتب قبله، نظمه العجيب ورصفه الغريب وتأليفه البديع؛ الذي عجزت عن نظم مثل أصغر سورة منه الخطباء"[5]

جن اعلیٰ اور شریف معانی واسباب کی وجہ سے ہماری کتاب کو بقیہ سابقہ کتب پر جو شرف و مرتبہ حاصل ہے اس کی وجہ اس کا نرالہ نظم اور انوکھا جوڑ اور نادر تالیف ہے، جس کی ادنی سی سورت کی مثال پیش کرنے سے خطباء عاجز ہیں۔

---

[4] الحموی، یاقوت بن عبد اللہ، معجم الأدباء إرشاد الأریب إلی معرفة الأدیب، ج16، ص74، دار الغرب الإسلامي، بیروت، الطبعة الأولی، سن اشاعت 1993م

Al-Hamwi, Yaqut bin Abdullah, Mu'ajm Al-Adabaa, Irshad al-Arib til Marafah al-Adeeb, Vol. 16, p. 74, Dar al-Gharb al-Islami, Beirut, Al-Tabbah al-Ulwa, published in 1993

[5] طبری، جامع البیان فی تاویل القرآن، ج1، ص199

Tabari, Jami al-Bayan fi Tawil al-Qur'an, Volume 1, p. 199

اسی وجہ سے بعض اہل علم کے نزدیک نظم وربط کی طرف توجہ دلانے والے پہلے مفسر علامہ ابن جریر طبری ہیں۔ علامہ زرکشی اور علامہ سیوطی رحمہ اللہ تعالی کا رجحان اس طرف ہے کہ علم ربط قرآن کی طرف توجہ دلانے والے سب سے پہلے عالم علامہ ابو بکر نیشابوری ہیں، جنھوں نے قرآن کریم کا اس طرز سے مطالعہ کرنے اور غور و فکر کی طرف توجہ دلائی۔ علامہ سیوطی رحمہ اللہ تعالی "الاتقان" میں شیخ ابوالحسن الشہربانی کے حوالے سے فرماتے ہیں:

"وقال الشيخ أبو الحسن الشهراباني أول من أظهر ببغداد علم المناسبة ولم نكن سمعناه من غيره هو الشيخ الإمام أبو بكر النيسابوري وكان غزير العلم في الشريعة والأدب وكان يقول على الكرسي إذا قرئ عليه الآية لم جعلت هذه الآية إلى جنب هذه؟ وما الحكمة في جعل هذه السورة إلى جنب هذه السورة؟ وكان يزري على علماء بغداد لعدم علمهم بالمناسبة"[6]

شیخ ابوالحسن شہربانی فرماتے ہیں: علم ربط قرآن کے بارے میں سب سے پہلے اظہار کرنے والے بغداد کے ابو بکر نیشا پوری ہیں ان کے علاوہ ہم نے کسی سے یہ بات نہیں سنی، شریعت و ادب کا کافی علم رکھنے والے تھے، جب وہ اپنی مسند پر بیٹھے ہوتے اور کوئی ان کے سامنے کوئی تلاوت کرتا تو پوچھتے کہ یہ آیت اس آیت کے پہلو میں کیوں ہے۔ اور اس سورت کو اُس سورت کے پہلو میں لانے کی کیا حکمت ہے؟ اور علم ربط قرآن سے ناواقفیت کی وجہ سے وہ اہل بغداد پر طعن و تشنیع کرتے تھے۔

چوتھی صدی کے احمد بن محمد خطابی بھی قرآن کے نظم وربط اور حسن ترتیب کو قرآن کا اعجاز مانتے ہیں اور فرماتے ہیں کہ قرآن کریم کا اعجاز صرف یہ نہیں کہ اس کے پیش آمدہ حالات و واقعات درست ثابت ہوتے ہیں بل کہ اس کے مضامین کی انوکھی ترتیب اور نادر تالیف بھی اس کا اعجاز ہے۔[7]

چوتھی صدی کے آخر میں علامہ ابوالفرج مقری ہمدانی وہ شخص ہیں جنھوں نے اس علم کو بطور خاص اپنی توجہ کا مرکز بنایا۔ بل کہ اس موضوع پر ایک اہم کتاب "علم المناسبة" بھی تصنیف فرمائی۔(8)

---

[6] زرکشی، البرہان فی علوم القرآن، ج1، ص36، سیوطی، الإتقان فی علوم القرآن، ج3، ص369
Zarakshi, Al-Burhan fi Ulum al-Qur'an, vol.1, p.36 Suyuti, Al-Iqtan fi Ulum al-Qur'an, vol.3, p.369

[7] محمد خلف اللہ و محمد زغلول سلام، ثلاث رسائل فی اعجاز القرآن (الخطابی، البیان فی اعجاز القرآن، دار المعارف مصر ص24،25
Muhammad Khalafullah and Muhammad Zaghloul Salam, Three Letters on the Miracles of the Qur'an (Al-Khattabi, Al-Bayan on the Miracles of the Qur'an, Dar al-Ma'rif Egypt, pp. 24, 25)

اسی صدی میں علامہ ابو بکر محمد بن طیب الباقلانی کی اعجاز القرآن ایک اہم کتاب ہے جس میں وہ فرماتے ہیں: قرآن کریم میں بلغاء عرب کو قرآن جیسا منظم و مربوط کلام پیش کرنے کا چیلنج کیا گیا تھا جو وہ پیش کرنے سے عاجز رہے، مزید برآں وہ فرماتے ہیں:

"ان الأعجمي لا يمكنه أن يعلم إعجازه إلا استدلالاً، وكذلك من لم يكن بليغا.فأما البليغ الذي قد أحاط بمذاهب العربية وغرائب الصنعة - فإنه يعلم من نفسه ضرورة عجزه عن الاتيان بمثله، ويعلم عجز غيره بمثل ما يعرف عجز نفسه، كما أنه إذا علم الواحد منا أنه لا يقدر على ذلك، فهويعلم عجز غيره استدلالا"[9]

ایک عجمی اور بلاغت سے ناآشنا کے لیے ممکن نہیں کہ وہ قرآن کے اعجاز کو استدلالی طریقے کے بغیر سمجھ سکے۔ جو بندہ عربیت سے اور اس کے انوکھے انداز بیان سے واقفیت رکھتا ہے وہ یقینا اس بات سے بخوبی باخبر ہے کہ قرآن کریم کی مثل لانے سے وہ عاجز ہے اور وہ اپنے علاوہ کو بھی اپنے جیسا ہی عاجز سمجھتا ہے جیسا کہ ہم میں سے ہر بندہ استدلالی طور پر اس بات کا علم رکھتا ہے کہ وہ اور اس کا غیر قرآن کریم کی مثال پیش کرنے سے عاجز ہیں۔

ربط قرآن اور طبقہ پنجم کے مفسرین

طبقہ پنجم کے مفسرین میں جن لوگوں کا رجحان ربط و مناسبت کی طرف رہا ان میں دو ناموں کا ذکر ملتا ہے:

- قاضی عبد الجبار اسد آبادی
- علامہ عبد القاہر جرجانی

پانچویں صدی کے اوائل میں ایک معتزلی عالم قاضی عبد الجبار اسد آبادی کا نام آتا ہے جنھوں نے اپنی کتاب "المغنی فی ابواب التوحید والعدل" میں ربط قرآن کو اعجاز قرآنی میں گردانا ہے، وہ رقم طراز ہیں:

"اعلم أن الفصاحة لا تظهر في إفراد الكلام، وإنما تظهر في الكلام بالضم على طريقة مخصوصة، ولا بُدّ مع الضم من أن يكون لكل كلمة ابتداء، وقد يجوز أن تكون هذه الصفة

---

[8] صارم، عبد الصمد، تاریخ التفسیر، ص133

Sarim Abdu smmad,Tariikh ul Tafseer,p.133

[9] أبو بكر الباقلاني، محمد بن الطيب، اعجاز القرآن، ج1، ص85، دار المعارف، مصر، الطبعة الخامسة، 1997م

Abu Bakr al-Baqlani, Muhammad bin al-Tayyib, Ijaz al-Qur'an, vol.1, p.85, Dar al-Maarif, Egypt, fifth edition, 1997

بالمواضعة التي تناول الضم، وقد تكون بالإعراب الذي له مدخل فيه، وقد تكون بالموقع، وليس لهذه الأقسام رابع"[10]

آپ کو بخوبی علم ہونا چاہیے کہ فصاحت مفرد کلمات میں ظاہر نہیں ہوتی بل کہ فصاحت کا اظہار ایک مخصوص طریقے سے کلام کو ملانے اور جوڑنے سے ہوتا ہے، اوراس انضمام کے ساتھ ساتھ ضروری ہے کہ ہر کلمہ کی صفت ہو اور کبھی یہ صفت نظم وترتیب کے اعتبار سے ہو گی اور کبھی اعراب کا اس میں دخل ہو گا۔ اسی طرح کبھی مقام و محل کے لحاظ سے اسے شامل ہو گی۔ اس کے علاوہ چوتھی قسم کوئی نہیں۔

علامہ عبد الجبار اسد آبادی کے نظریات کو بنیاد بنا کر علامہ عبد القاہر جرجانی نے "دلائل الاعجاز" کے نام سے کتاب لکھ کر اس موضوع کی اہمیت کو اجاگر کیا۔ نظم قرآنی کو مضبوط بنیادیں فراہم کر کے اس کو با قاعدہ ایک فن کے انداز میں اجاگر کیا۔

ربط قرآن اور طبقہ ششم کے مفسرین

طبقہ ششم کے مفسرین میں جن لوگوں نے ربط و مناسبت کو ایک خاص توجہ کا مرکز بنایا ان کے نام درج ذیل ہیں:

- علامہ زمخشری
- علامہ راغب اصفہانی
- ابن عطیہ اندلسی
- قاضی ابن العربی
- فضل بن حسن طبرسی

علامہ زمخشری ربط قرآن کو بلاغت قرآن کا ایک جز قرار دیتے تھے اور فرماتے تھے کہ قرآن کریم کی تفسیر کرنے والے پر لازم ہے کہ اپنی تفسیر میں حسن نظام کو باقی رکھنے کا پورا اہتمام کرے۔[11]

---

[10] عبد الجبار اسد آبادی، المغنی فی ابواب التوحید والعدل، ج16، ص199، مطبع دار الکتب، الطبعۃ الاولی، 1380ھ
Abdul Jabar Asadabadi, Al-Mughni fi Awab al-Tawheed wal-Adl, Vol. 16, p. 199, Muttaba Dar al-Kitab, Al-Tabbat al-Awli, 1380 AH

[11] زمخشری، الکشاف عن غوامض التنزیل، ج1، ص68
Zamakhshri, al-Kashaf an Gawamaz al-Tanzil, vol. 1, p. 68

علامہ راغب اصفہانی ربط کلام کو اعجاز قران مانتے ہیں ان کے نزدیک اعجاز کی دو جہتیں ہیں اور کلام اللہ کا معجز ہونا اس کے نظم کی وجہ سے ہے۔ وہ اپنی تفسیر میں نظم کو اعجاز مانتے ہیں۔ اور لفظ و معنی اس کے عناصر اور نظم وربط مخصوص قرآنی صورت ہے۔ واضح بات ہے کسی چیز کا حکم اور نام اس کی صورتوں کے اختلاف سے مختلف ہوتا ہے نہ کہ عناصر کے مختلف ہونے سے جیسا کہ انگوٹھی، بالی اور کنگن وغیرہ۔[12]

چھٹی صدی ہجری کے ایک اور مایہ ناز مفسر علامہ ابن عطیہ اندلسی نے بھی اپنی تفسیر "المحررالوجیز فی تفسیر کتاب العزیز" میں ربطِ قرآن کی اہمیت بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

"فبهذا جاء نظم القرآن في الغاية القصوى من الفصاحة، وبهذا النظر يبطل قول من قال: «إن العرب كان من قدرتها أن تأتي بمثل القرآن فلما جاء محمد ﷺ صرفوا عن ذلك وعجزوا عنه"[13]

قرآن کریم کا نظم فصاحت کا اعلی ترین مقام رکھتا ہے، اسی بات کے پیش نظر ان لوگوں کی یہ بات مردود ثابت ہوتی ہے کہ جو اس بات کے قائل تھے کہ عرب قرآن کی مثل لانے پر قدرت رکھتے تھے لیکن رسول کریم ﷺ کی بعثت کے بعد ان سے یہ طاقت سلب کرلی گئی اور وہ اس سے عاجز آ گئے۔

علامہ ابن عطیہ کی طرح اندلس میں چھٹی صدی ہجری کے ابو بکر ابن العربی بھی ربط آیات وسور کا انتہائی درجہ اہتمام فرماتے تھے بل کہ ان کے نزدیک پورے کا پورا قرآن کلمہ واحدہ کی طرح منظم ومربوط ہے جیسا کہ ان کے حوالہ سے باب اول میں بیان ہوا کہ وہ ربط کلام کا تعارف کرواتے ہوئے بیان کرتے ہیں:

"قرآن کی بعض آیات بعض کے ساتھ ایک کلمہ کی طرح مرتبط ہیں، معانی اور مبانی کا آپس میں اتصال ہے، یہ ایک عظیم علم ہے، ایک عالم کے علاوہ کسی نے اس کی طرف توجہ نہیں کی، جس نے البقرہ میں کام کیا۔ پھر اللہ عزوجل نے

---

12 حمصی، نعیم، تاریخ فکرۃ اعجاز القرآن، ص110، مطبعہ دمشق،1900ء

Homsi, Naeem, History of Fikrat Ijaz Al-Qur'an, p. 110, Damascus Press, 19

13 ابن عطية الأندلسي، أبو محمد عبد الحق بن غالب، المحرر الوجيز في تفسير الكتاب العزيز، ج1، ص52، الطبعة الأولى- 1422 ھ، دار الكتب العلمية–بيروت،

Ibn e atyat Al undalsi,Abu Muhammad Abdul Haq bin Ghalib,Al muharri ul wajeez fe tafseer e Al kitab e Alaziz,j1,s.552,darul kutub Al ilmia Beroot

ہمارے لیے راہیں کھولیں۔ مگر جب ہم نے اس بار کو اٹھانے والا نہ پایا اور بعد میں آنے والوں کو سست اور کاہل دیکھا تو ہم نے اس پر مہر لگا دی، اور اسے ہم نے اپنے اور اللہ میں محدود رکھ کر اس کو اللہ تعالی کی مرضی پر چھوڑ دیا۔[14]

چھٹی صدی کے شیعہ عالم فضل بن حسن طبرسی گزرے ہیں، جنھوں نے مجمع البیان فی تفسیر القرآن لکھی ہے۔ جسکے مقدمہ میں تفسیر کا تعارف کرواتے ہوئے فرماتے ہیں:

میں نے قرآن حکیم کی تفسیر لکھی ہے جو انتہائی ملخص اور مہذب ہے، ربط وترتیب کا حسین گلدستہ ہے۔ اس پر مزید لکھتے ہیں:

اس تفسیر میں دیگر چیزوں کی رعایت کے ساتھ ساتھ آیات کے مابین ربط کا بھی اہتمام کیا ہے۔[15]

ربط قرآن اور طبقہ ہفتم کے مفسرین

طبقہ ہفتم کے مفسرین میں جن لوگوں نے ربط ومناسبت کو رواج دینے والے مفسرین درج ذیل ہیں:

- امام رازی
- محی الدین ابن عربی

ربط قرآن کو سب سے زیادہ اہمیت اور وقعت علامہ فخر الدین رازی رحمہ اللہ نے دی اور اپنی تفسیرِ کبیر میں جابجا اس کا لحاظ رکھا بل کہ علامہ رازی کے نزدیک قرآن کریم کے دیگر معجزات کی طرح ربط قرآن بھی ایک معجزہ ہے، اسی وجہ سے وہ ایک جگہ ارشاد فرماتے ہیں: "قرآن کریم کے اکثر لطائف اس کے حسن ترتیب اور ربط میں ودیعت رکھے گئے ہیں"۔[16] امام رازی رحمہ اللہ عام طور پر دو آیتوں یا چند آیات کے ربط کا خیال رکھتے ہیں، لیکن ایک مقام پر سورۂ حم مؤمن کی ایک آیت کی تفسیر کے بعد انہوں نے اس بات کی تصریح کی ہے کہ (ربط و مناسبت کا لحاظ کرنے

---

[14] سیوطی، جلال الدین، اسرار ترتیب القرآن، ج1، ص4، دار الفضیلۃ للنشر والتوزیع

Suyuti, Jalal-ud-Din, Asrar tarteeb Al-Qur'an, vol 1, p. 4, Dara Lafazilah li nashr wal tozeeh

[15] طبرسی، فضل بن حسن، مجمع البیان فی تفسیر القرآن، ج1، ص8، الطبعۃ الاولی 1426ھ، دار العلوم للتحقیق والطبع والنشر والتوزیع

Tabarsi, Fazl bin Hasan, Majmam al-Bayan fi Tafsir al-Qur'an,vol. 1, p. 8, Al-Tabbat al-Awali 1426 AH, Darul Uloom li nashr wal tozeeh

[16] رازی، مفاتیح الغیب، ج10، ص110

Razi, Mufatih al-Ghaib, vol. 10,p. 110

کے بعد) قرآن کی یہ سورت شروع سے آخر تک مکمل مربوط نظر آتی ہے[17]، فن ربط پر دسترس کامل رکھنے کی وجہ سے بعض مقامات پر انہوں نے ایک سے زیادہ ربط بھی بیان کیے ہیں۔

علامہ محی الدین ابن عربی نے بھی اپنی تفسیر "تفسیر القرآن الکریم" میں نظم و ربط کا خصوصی اہتمام کیا ہے بل کہ اپنی تفسیر کا آغاز ہی اس سے کیا ہے:

"الحمد لله الذی جعل مناظم کلامه"[18]

تمام تعریفیں اللہ رب العزت کے لیے ہیں جس نے اپنے کلام کو منظم و مرتب بنایا۔

اور اپنی تفسیر کا تعارف کرواتے ہوئے فرماتے ہیں:

"میں نے اپنی تفسیر میں نظم و ترتیب کی رعایت رکھی ہے۔"[19]

ربط قرآن اور طبقہ ہشتم کے مفسرین

طبقہ ہشتم کے مفسرین میں جن لوگوں نے ربط و مناسبت کو اپنا موضوع سخن بنایا، وہ درج ذیل ہیں:

- علامہ ابن کثیر
- ابو جعفر بن زبیر الغرناطی
- شیخ کمال الدین الزملکانی
- علامہ بدرالدین زرکشی
- ابو حیان اندلسی

علامہ ابن کثیر قرآن کریم کو ایک مربوط و منظم کتاب مانتے ہوئے آیات میں ربط و مناسبت بیان کرتے نظر آتے ہیں جیسا کہ "انما الصدقات للفقراء" میں فرمایا پچھلی آیت "ومنهم من يلمزك فى الصدقات"

---

[17] ایضا، ج27، ص569

Ibid,vol,27,p.110

[18] ابن عربی، محی الدین، تفسیر القرآن الکریم، ج1، ص2، مطبع العامرۃ مصر

Ibn Arabi, Muhyiddin, Tafsir al-Qur'an al-Karim,vol. 1,p.2,matba ul Amira misar

[19] ایضا، ج1، ص4

Ibid,vol,1,p.4

میں فرمایا کہ کچھ لوگ تقسیم زکوۃ و صدقات میں آپ پر اعتراض کرتے ہیں اگلی آیت "انما الصدقات" میں مصارف صدقات بتلاکر اس بات کی طرف اشارہ کیا کہ مصارف اللہ کی طرف سے طے کردہ ہیں ان میں رسول اور امتی کی مرضی کا کوئی دخل نہیں۔[20]

ربطِ قرآن کے موضوع پر اہل علم کا رجحان جوں جوں بڑھتا گیا تو نت نئی تصانیف سامنے آتی گئیں، چنانچہ آٹھویں صدی ہجری میں علامہ ابو جعفر بن زبیر[21] کی لکھی گئی اس موضوع پر کتاب "البرهان في مناسبة ترتيب سور القرآن" کافی اہمیت رکھتی ہے۔ اور اس کی اہمیت کا بخوبی اندازہ اس سے کیا جاسکتا ہے کہ آپ سے پہلے جتنے اہل علم نے ربطِ قرآن کے موضوع پر لکھا انہوں نے آیات کے باہمی ربط کی طرف توجہ دلائی لیکن سورتوں کے باہمی ربط پر کسی نے تعرض نہیں کیا، ہر سورت کا دعوی اور خلاصہ بیان کرنا آپ کا طرۂ امتیاز رہا ہے۔

علامہ غرناطی کی طرح علامہ زملکانی بھی قرآن کریم کی تفسیر میں ربط آیات و سور کا خصوصی اہتمام فرماتے تھے بل کہ وہ فرماتے ہیں:

"عند التأمل يظهر أن القرآن كله كالكلمة الواحدة"[22]

تدبر و تامل کے بعد یہ بات روز روشن کی طرح عیاں ہوتی ہے کہ سارا کا سارا قرآن ایک کلمہ کی طرح بندھا ہوا ہے۔

آیات و سور میں ربط و مناسبت پر ایک قابل قدر کام آٹھویں صدی کے علامہ زرکشی نے بھی سرانجام دیا ہے اور اس موضوع پر البرہان فی علوم القرآن میں مستقل ایک عنوان قائم کیا ہے اور نظریہ ربط پر مختلف علماء کے اقوال کو ذکر کر کے اس کی اہمیت کو اجاگر کیا ہے۔

علامہ ابو حیان اندلسی نے اپنی تفسیر "بحر محیط" میں ربط و نظم کا خاص اہتمام کیا ہے، چناچہ بقرہ کی آیت نمبر 21 کا ما قبل سے ربط بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

---

[20] ابن کثیر، أبو الفداء إسماعیل بن عمر، تفسیر القرآن العظیم، ج4، ص145، الطبعۃ: الأولی- 1419ھ، دار الکتب العلمیۃ، بیروت
Ibn Kathir, Abu al-Fida Ismail bin Umar, Tafsir al-Qur'an al-Azeem, vol. 4, p. 145, Al taba: Al-Awla - 1419 A.H., Dar al-Kutub Al-Elamiya, Beirut.

[21] ابو جعفر بن زبیر غرناطی: ان کا نام احمد بن ابراہیم بن زبیر ہے۔ اپنے زمانے میں بہت بڑے عربی دان، مؤرخ، محدث اور مفسر تھے۔ 708ھ غرناطہ میں فوت ہوئے۔ الدرر الکامنۃ، ج1، ص84

[22] بحوالہ زرکشی، البرہان فی علوم القرآن، ج1، ص39
Ba hawala Zarakshi, al-Burhan fi Ulum al-Qur'an, vol. 1, p. 39

اس آیت کا ماقبل سے ربط ومناسبت یہ ہے کہ ماقبل میں کفار، مؤمنین اور منافقین کے احوال وصفات کی خبر دی گئی، اب ان کو خطاب کیا جارہاہے۔[23]

ربط قرآن اور طبقہ نہم کے مفسرین

طبقہ نہم کے مفسرین میں جن لوگوں نے ربط ومناسبت پر کام کیا، وہ درج ذیل ہیں:

- علامہ علاء الدین مخدوم مہائمی
- علامہ بقاعی
- مجد الدین فیروز آبادی

برصغیر میں ربط الآیات والسور کے موضوع پر سب سے پہلا قلم اٹھانے والا شخص علامہ مہائمی ہے جن کی اس موضوع پر تفسیر کا نام تبصیر الرحمن وتیسیر المنان ہے، بقول ان کے بعض مقامات اس تفسیر میں ایسے لائے گئے ہیں جن کی طرف ان سے پہلے کسی نے التفات ہی نہیں کیا۔[24]

علامہ بقاعی کا شمار ان اہل علم میں سے ہوتا ہے جنھوں نے ربط قرآن کو ایک خاص اہمیت دی اور ایک مایہ ناز کتاب 14 سال کے عرصہ میں تصنیف فرمائی جو کہ 20 جلدوں پر مشتمل ہے، جس کا نام " نظم الدرر فی تناسب الآیات والسور " ہے اور یہ وہ واحد شخص ہیں جنھوں نے قرآن مقدس کی آیات اور سورتوں دونوں کا ربط بیان کیا بل کہ اپنی تفسیر کا آغاز ہی اس انداز سے کیا جو قرآن کریم کے منظم ومربوط ہونے کی طرف اشارہ کرتا ہے۔ وہ فرماتے ہیں:

"الحمد لله الذي أنزل الكتاب متناسبا سوره وآياته"[25]

پاک ہے وہ ذات جس نے ایسی کتاب اتاری جس کی سورتیں اور آیات باہم متناسب ہیں۔

علامہ فیروز آبادی نظم کی اہمیت بیان کرتے ہوئے بصائر ذوی التمییز فی لطائف الکتاب العزیز میں فرماتے ہیں:

---

[23] ابو حیان اندلسی، محمد بن یوسف، البحر المحیط، ج1، ص152، ط1420ھ، دار الفکر بیروت

Abu Hayyan al-Andalsi, Muhammad bin Yusuf, Al-Bahr al-Muhayt, vol. 1, p. 152, 1420 AH, Dar al-Fikr, Beirut.

[24] مہائمی، مخدوم علی، تبصیر الرحمان وتیسیر المنان، ج1، ص3، مطبع بولاق، مصر

Mahaimi, Makhdoom Ali, Tabsir al-Rehman and Taysir al-Manan, vol. 1, p. 3, Mutaba Bolaq, Misar.

[25] بقاعی، نظم الدرر فی تناسب الآیات والسور، ج1، ص2،

Baqa'i, Nazm al-Darr fe tanasub el Aayat Walsur, Vol. 1, p. 2,

"لم يعجزوا عنهما، وإِنَّما عجزوا عن نظم مثل نظمه؛ فإِن أَنواع كلامهم كانت منحصرة فى الأَسجاع، والأَشعار، والأَراجيز، فجاءَ نظم التنزيل على أُسلوب بديع لا يشبه شيئاً من تلك الأَنواع، فقصُرت أَيدى بلاغاتِهم عن بلوغ أَدنى رُتْبَةٍ من مراتب نظمه"[26]

(کفار) قرآن کے الفاظ و معانی کی مثل لانے سے عاجز نہ تھے بل کہ اس کتاب جیسی منظم کلام لانے سے عاجز تھے، کیوں کہ وہ سجع بندی، اشعار اور رجزیہ کلام تک محدود تھے جب کہ قرآن کریم ایسے انوکھے اور نرالے اسلوب پر نازل ہوا جو اس جیسی اقسام سے ماورا تھا، تو بلغاء عرب اس کے مقابلے میں اس کی عالی شان ترتیب کے ادنی درجہ کو بھی پیش کرنے سے قاصر رہے۔

ربط قرآن اور طبقہ دہم کے مفسرین

طبقہ دہم کے مفسرین میں جن لوگوں نے ربط و مناسبت پر کام کیا، وہ درج ذیل ہیں:

- علامہ سیوطی
- خطیب شربنی
- ابو سعود
- حسن محمد بن احمد گجراتی

ربط قرآن کے موضوع پر کام کرنے والوں میں علامہ سیوطی کا نام بھی ایک نمایاں حیثیت رکھتا ہے جو دسویں صدی ہجری میں پیدا ہوئے۔ ربط قرآن پر ان کی لکھی گئی کتب اسرار التنزیل، تناسق الدرر فی تناسب السور اور الاتقان فی علوم القرآن، معترک الاقران وغیرہ ہیں۔

علامہ سیوطی کی طرح علامہ ابی سعود بھی دسویں صدی ہجری کے ان علماء میں سے ہیں جنھوں نے اپنی تفسیر تفسیر ابی سعود میں ربط کو ایک خاص اہمیت دی ہے۔

---

[26] مجد الدین فیروز آبادی، محمد بن یعقوب، بصائر ذوي التمييز في لطائف الكتاب العزيز، ج1، ص68، ط1416ھ، المجلس الأعلى للشئون الإسلامية-لجنة إحياء التراث الإسلامي، القاهرة

Majid al-Din Firoz Abadi, Muhammad bin Yaqoob, Basair zawiy al-qassir fi Lataif al-Kitab al-Aziz, vol.1,p.68

علامہ شمس الدین محمد بن شربینی مصر کے عالم تھے جو خطیب شربینی کے نام سے مشہور و معروف ہیں انہوں نے اپنی تفسیر السراج المنیر میں ربط آیت و سور کا کافی لحاظ رکھا ہے۔

ربط قرآن اور طبقہ یازدہم تا سیزدہم کے مفسرین

طبقہ یازدہم کے مفسرین میں جن لوگوں نے ربط و مناسبت پر کام کیا، وہ درج ذیل ہیں:

- شیخ مبارک بن خالد ناگوری
- شیخ منور بن عبد الحمید لاہوری
- مولوی محمد غوث
- شاہ عبد العزیز
- علامہ آلوسی

شیخ مبارک بن حضر ناگوری اپنی تفسیر منبع عیون المعانی و مطلع شموس المثانی کا تعارف فرماتے ہوئے لکھتے ہیں:

"(میں اپنی اس تفسیر میں) جملوں کے ربط، اور آیتوں اور سورتوں میں جو مناسبت ہے اسے واضح کروں گا۔" [27]

شیخ منور بن عبد الحمید لاہوری نے نظم قرآن پر کتاب تصنیف فرمائی جس کا نام درر التنظیم فی ترتیب الآیات والسور ہے جس میں آیات و سور میں ربط و مناسبت کو بیان کیا ہے۔

مولوی محمد غوث اپنی تفسیر نثر المرجان فی رسم نظم القرآن میں ربط آیت کا لحاظ رکھا ہے، اس کے مقدمہ میں کتاب کا تعارف کرواتے ہوئے لکھتے ہیں:

"واستقرت قریحتی أن اؤلف کتابا فی رسم القرآن المجید وارصف ابوابا فی نظم الرشیق المشید، فإنه علم عزیز یلجأ الیه کل من بلغ التمییز"

میری طبیعت نے یہ فیصلہ کیا کہ میں رسمِ قرآن کریم میں ایک ایسی کتاب تالیف کروں اور اس کے عمدہ اور مضبوط ربط و نظم پر ابواب باندھوں۔ کیوں کہ یہ ایسا عظیم علم ہے جس کی طرف عاقل آدمی پناہ لیتا ہے۔

[27] قدوائی، سالم، ہندوستان اور عربی مفسرین صفحہ 55، ط1، سن اشاعت:1993ء، ادارہ معارف اسلامی، لاہور

Qudwai, Salem, Hindustan and Arabic commentators, page 55, Volume 1, year of publication: 1993, Institute of Islamic Education, Lahore.

تیرہویں صدی میں شاہ عبد العزیز رحمۃ اللہ علیہ نے فارسی زبان میں فتح العزیز تفسیر لکھی۔ ڈاکٹر سراج الاسلام فرماتے ہیں:

"شاہ ولی اللہ کے بعد آپ کی فکر کی ترجمانی آپ کے فرزند شاہ عبد العزیز نے کی۔ اتباع شاہ ولی اللہ میں انھیں نظم وارتباط آیات سے خاص نسبت حاصل ہے۔ شاہ عبد العزیز کی فارسی زبان میں تفسیر فتح العزیز لطائف وظرائف اور ربط آیات کا اعلیٰ مخزن قرار دی جاتی ہے۔"[28]

علامہ سید محمود آلوسی جن کی تفسیر روح المعانی علمی حلقوں میں ایک خاص مقام رکھتی ہے تیس اجزاء پر مشتمل ہے انہوں نے اپنی تفسیر میں اس بات کا بہت التزام کیا کہ ربط بین الآیات والسور کا لحاظ کر کے تمام مسائل واحکام کو اچھے اور احسن طریقے سے بیان کیا جائے تا کہ کسی قسم کا کوئی خفا باقی نہ رہے۔

چودھویں صدی ہجری کے مفسرین

1۔ شیخ محمد عبدہ

شیخ محمد عبدہ نے بھی سور وآیات کے سیاق وسباق پر توجہ دی ہے، آپ کے تفسیری لیکچرز کو آپ کے دو شاگردوں علامہ رشید رضا اور محمد مصطفیٰ مراغی نے جمع کیا اور اپنی تفاسیر میں ان کی تفسیری افادات کو جابجا ذکر فرمایا: علامہ رافعی فرماتے ہیں:

"ہمارے زمانے میں ایک مشہور نام شیخ محمد عبدہ کا بھی ہے، جنھوں نے اپنی تفسیر میں ربط آیات اور قرآنی حصوں کے باہمی تعلق کو نادر حقائق کے ساتھ بیان کیا ہے۔"[29]

2۔ علامہ انور شاہ کشمیریؒ

---

[28] سراج الاسلام حنیف، ڈاکٹر، سلک الدرر فی خلاصۃ الآیات والسور، ج 1، ص 39، ط اول 2018، دار القرآن والسنۃ مردان

Siraj-ul-Islam Hanif, Dr., Silk Al-Darr in Summary of Ayats and Surahs, Vol. 1, p. 39, vol. 1, 2018, Darul Qur'an and Sunnah Mardan

[29] رافعی، مصطفیٰ صادق، اعجاز القرآن والبلاغۃ النبویۃ، ص 244، دار الکتاب العربی، بیروت

Rafi, Mustafa Sadiq, Ijaz al-Qur'an and Balaghat al-Nabawiyyah, p. 244, Dar al-Kitab al-Arabi, Beirut.

علامہ انور شاہ کشمیری نے قرآن حکیم کے مشکل مقامات کے حل کے لیے ایک رسالہ تحریر فرمایا تھا جسے علامہ بنوریؒ نے کچھ تفسیری افادات کے اضافے کے ساتھ طبع فرمایا، سابقہ مفسرین کی طرح آپ بھی قرآن کریم کی ترتیب و ترکیب اور ربط و مناسبات کے قائل تھے۔ وہ فرماتے ہیں:

قرآن کریم کا اعجاز باعتبار ترکیب و ترتیب کے اس طور پر ہے کہ قرآن کریم کلام کی مختلف ترکیبات میں سے اس ترکیب کا انتخاب کرتا ہے جو موقع و محل کے مناسب ہو۔ اور ظاہری فکر میں ذاق سلیم بھی اس ترکیب سے اکتاہٹ اور ملال محسوس نہ کرے۔ بہرحال قرآن کریم ہر سورت میں ایسی ترکیب کا چناؤ کرتا ہے جس سے بلیغ ترین حقیقیت کو مکمل بیان کر دینے والی اور مقصد و مطلب کی مکمل عکاس ترکیب کوئی اور نہیں ہو سکتی ہے۔[30]

3۔ یعسوب الدین رستگار جوئے یاری

یعسوب الدین رستگار جوئے یاری جن کی اثنا عشریہ مسلک سے وابستگی تھی، 60 جلدوں پر مشتمل تفسیر لکھی جس کا نام تفسیر البصائر ہے انہوں نے تفسیر کے مقدمہ میں اس بات کی طرف اشارہ کیا کہ وہ تفسیر میں ربط و نظم فی الآیات والسور کا خیال رکھیں گے۔

4۔ مولانا اشرف علی تھانوی

مولانا اشرف علی تھانوی نے بھی ربط الآیات والسور کا تفسیر میں خاص اہتمام فرمایا ہے جس کے بارے علامہ ادریس کاندھلویؒ فرماتے ہیں: تفسیری حیثیت سے مطالب قرآنیہ کی بالاستیعاب توضیح اور مسلسل تشریح اور ربط آیات اور حل مشکلات اور بیان معانی میں جو نرالی شان "بیان القرآن" کو حاصل ہوئی وہ اردو زبان میں کسی اور تفسیر کو حاصل نہیں ہوئی۔[31]

---

[30] بنوری، سید سلمان یوسف، اصول تفسیر وعلوم القرآن، اردو ترجمہ یتیمۃ البیان لیوسف بنوری، ص182، مکتبہ بینات کراچی
Banuri, Syed Salman Yusuf, Usul Tafsir wa Alum al-Qur'an, Urdu translation of Yatima Al Bayan by Yusuf Banuri, p. 182, Maktaba Baynat Karachi

[31] ادریس کاندھلوی، معارف القرآن، ج1، ص17، طبع دوم، سن اشاعت 1422ء، مکتبہ المعارف شہدادپور سندھ
Idris Kandhalvi, Ma'arif al-Qur'an, Vol. 1, p. 17, Volume II, year of publication, 1422 A.D., Muktaba al-Ma'arif, Shahdadpur, Sindh.

آپ کی طرف منسوب دو رسالوں کا ذکر بھی ملتا ہے۔"سبیل النجاح "جو اردو زبان میں ہے اور "سبق الغایات فی نسق الآیات "جو عربی زبان میں ہے۔[32]

5۔ مولانا حسین علی الوانی

چودھویں صدی میں ربط الآیات والسور پر ایک نمایاں اور عظیم الشان کام میانوالی کے علاقہ واں بچھراں کے مولانا حسین علی الوانیؒ نے سرانجام دیا، ہر سورت کا ربط اسمی، ربط لفظی، ربط معنوی، ہر سورت کا دعوی، اس کا خلاصہ اور سورتوں کے مابین امتیازات ان کا طرۂ امتیاز رہا ہے اور ان کے کام ان کے شاگردوں میں سے مولانا غلام اللہ خان نے ان کے تفسیری نکات کو جمع کر کے ایک تفسیر مرتب کی جس کا نام جواہر القرآن ہے۔ ربط الآیات والسور پر یہ تفسیر ایک خاص اہمیت کی حامل ہے۔

6۔ مولانا محمد عبید اللہ سندھی

تفسیر قرآن میں سورتوں میں تسلسل کے قائل تھے اس لیے انہوں نے فرمایا: قرآن مجید اگر اسلوبِ بیان بمنزلہ اعجاز کے ہے تو اس کی آیات و سور کی ترتیب بھی اعجاز کا درجہ رکھتی ہے۔[33]

مولانا سندھیؒ کا کام ان کے شاگردوں مولانا احمد علی لاہوریؒ، عبد اللہ لغاری، اور جار اللہ کے ذریعہ منظر عام پر آیا، عبد اللہ لغاریؒ نے آخری پارے کی تفسیری طرز کو ظاہر کیا جو کہ المقام المحمود سے موسوم ہے اور موسیٰ جار اللہؒ نے ربط کلام اللہ کے موضوع پر "ترتیب سور الکریمة فی النزول والمصاحف" لکھ کر اس موضوع کی اہمیت کو واضح کیا۔

اور آپ کے مایہ ناز شاگرد مولانا احمد علی لاہوریؒ کا سب سے بڑا کارنامہ قرآن مجید کا سلیس ترجمہ ہے جس میں رکوع بر کوع قرآن کا لحاظ کر کے خلاصہ مضامین قرآن بیان کیا گیا ہے(34)۔ اور مولانا عبد القیوم قاسمی نے ان

---

[32] یہاں یہ بات ملحوظ خاطر رکھی جائے کہ مؤخر الذکر رسالہ حضرت تھانوی کی طرف منسوب ہے لیکن تحقیقی بات یہ ہے کہ یہ رسالہ مولانا محمد اعلی تھانوی کا لکھا ہوا ہے جو غلطی سے حضرت تھانوی کے نام سے منسوب ہو کر شائع ہو گیا۔ تفصیل کے لیے دیکھیں: موسوعة کشاف اصطلاحات الفنون والعلوم لمحمد بن علي ابن القاضي، ج1، ص42، مکتبة لبنان ناشرون بیروت۔

[33] سندھی، عبید اللہ، شاہ ولی اللہ اور ان کا فلسفہ، ص 221، سن اشاعت 2002ء، سندھ ساگر اکیڈمی لاہور،
Sindhi, Ubaidullah, Shah Waliullah and his philosophy, p. 221, year of publication 2002, Sindh Sagar Academy Lahore

کے افادات پر مشتمل ایک کتاب"مخزن المرجان فی خلاصۃ القرآن" لکھی جو کہ رکوعات کا خلاصہ، سورتوں کی وجہ تسمیہ، شان نزول، خلاصہ مضامین، موضوع، فضائل، ربط بین السور والآیات پر مشتمل ہے۔

7۔ثناءاللہ امر تسری

برّصغیر کے دیگر علماء کی طرح مفسرین میں ایک جانا پہچانا نام آپ کا بھی ہے۔ آپ کی تفسیر کا نام تفسیر ثنائی ہے، آپ نے اپنی تفسیر میں ربط و مناسبت کا خاص طور پر لحاظ رکھا ہے قائلین ربط اور منکرین ربط کی آراء کو ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

"دونوں گروہوں کی آراء اپنی جگہ درست ہیں لیکن واضح بات ہے کہ قرآن کریم کی سورتوں کی ترتیب توقیفی ہے، ہر سورت کو رسول کریم ﷺ کے حکم پر اس کے مقام پر رکھا گیا ہے تو ضرور ان میں کوئی نہ کوئی مناسبت ہو گی۔"[35]

8۔شبیر احمد عثمانیؒ

شبیر احمد عثمانیؒ کی تفسیر "تفسیر عثمانی" کے نام سے معروف ومتداول ہے، ایک عرصہ تک حجاج کرام کو بطور ہدیہ دی جاتی رہی، آپ نے بھی تفسیر میں ربط قرآن پر توجہ دی۔ تفسیر عثمانی کی ابتداء میں اس کے ترکیبی عناصر کے عنوان کے تحت علامہ ولی رازیؒ اس کی خصوصیات کا ذکر کرتے ہوئے ایک خصوصیت یہ بھی بیان کرتے ہیں:

"(تفسیر عثمانی میں) قرآن کریم کی آیات کا باہمی ربط اتنا واضح ہے کہ مسلسل ترجمہ پڑھنے والے کو کہیں ربط کی کمی کا احساس نہیں ہوتا۔"[36]

9۔ڈاکٹر عبد اللہ دراز

---

[34] سراج الاسلام، سلک الدرر فی خلاصۃ الآیات والسور، ج1، ص46

Siraj al-Islam, Silk al-Darr fi Khasut Al-Ayat and Surah, Vol. 1, p. 46

[35] امر تسری، ثناءاللہ، مقدمہ تفسیر القرآن لکلام الرحمان، ص12،11، مکتبہ قدوسیہ لاہور

Amritsari, Sanaullah, Muqadama Tafsir al-Qur'an Laklam-ur-Rahman, pp. 11, 12, Maktaba Qudusiya Lahore.

[36] ولی رازی، مقدمہ تفسیر عثمانی، ج1، ص6، ط2007، دار الاشاعت، کراچی

Wali Razi, Muqadama Tafsir Usmani, vol.1, p.6, i 2007, Dar al-Isha'at, Karachi,

جامعۃ الازہر کے معروف استاد ڈاکٹر عبد اللہ دراز قرآن کریم کی تفسیر میں حل آیت اور حل معانی پر توجہ کے ساتھ ساتھ ہر سورت کے ما قبل کے ساتھ تعلق اور ربط پر بھی توجہ دیتے تھے۔ ایک اجمالی عنوان ذکر کر کے فرماتے تھے کہ پوری سورت اسی کے ارد گرد گھومتی ہے۔ شیخ محمد عبد اللہ دراز فرماتے ہیں:

"ایک لمبی سورت جو تھوڑی تھوڑی اتاری گئی، جاہل اس کو پراگندہ معانی والا اور مبانی سے خالی سمجھتا ہے، پس جب آپ تصحیح نیت سے غور و فکر کریں گے تو مقاصد کلیہ کی بنیاد ایک اساس اور اصول پر رکھیں گے اور اصولوں میں سے ہر ایک اصول کے کئی شعبے اور فصلیں ہیں، ہر شعبے کی کئی مختصر اور طویل فروعات ہوتی ہیں۔ اس کے اجزاء میں اس طرح کا انتقال ہے جس طرح ایک ہی عمارت کے پتھروں، مواد اور صحن میں انتقال ہوتا ہے، جس کا نقشہ ایک ہی دفعہ بنایا گیا ہو۔ تقسیم و تنسیق میں رکھی ہوئی چیز اور نہ ہی کوئی نکلنے والا رستہ دوسرے رستے سے جدا اور الگ محسوس ہوتا ہے۔ بل کہ مختلف اجناس میں مکمل جوڑ اور ربط دیکھیں گے۔ ایک ہی جنس کے اجزاء میں انتہائی ملاپ و اتصال ہوتا ہے۔ اور یہ کسی خارجی تعاون اور تکلف کے بغیر ہوتا ہے۔ یقینا یہ سیاق کا حسن ہوتا ہے، ہر غرض اور مقصد کے مطلع میں تمہید کی باریکی اور سیاق کے حسن کی وجہ سے ہی ہوتا ہے۔ اور اس میں دوبارہ کہی ہوئی بات منفصل کو متصل اور ایک دوسرے سے جدا کو یک جان بتلاتا ہے۔"[37]

10۔ سید قطبؒ

گزشتہ صدی کی معروف ترین تفسیر "تفسیر فی ظلال القرآن" سید قطب صاحب کی تفسیر جو ہند و پاک میں قبولیت عامہ رکھتی ہے، اس میں بھی نظم و ربط کا خصوصی اہتمام کیا گیا ہے اور سورتوں کے موضوعات و مطالب کا بھی اہتمام کیا گیا ہے۔ علامہ محمد حسین ذھبی فرماتے ہیں:

"سید قطب سورتوں کی تفسیر شروع کرنے سے پہلے زیر تفسیر سورت کے اجزاء کے باہمی ربط اور اس سورت کے اہداف و مقاصد پر روشنی ڈالتے ہیں پھر مضمون سے متعلق صحیح احادیث ذکر کرتے ہیں۔"[38]

11۔ ابن عاشورؒ

---

[37] دراز، محمد عبد اللہ، النبأ العظیم نظرات جدیدۃ فی القرآن، ج1، ص188

Daraz, Muhammad Abd Allah, Al-Nabaa al-Azeem, modern views on the Qur'an, Vol. 1, p. 188

[38] ازھری، مقتدی حسن، فتح المنان بتسھیل الإتقان، ص207

Azhari, Muqtadi Hasan, Fateh al-Manan Batshil al-Iqqan, p. 207

ابن عاشور کی تفسیر "التحریر و التنویر" میں ربط قرآن اور ترتیب کے متعلق لکھی گئی ایک مایہ ناز تفسیر ہے۔ تفسیر کے مقدمہ میں فرماتے ہیں:

"قد اهتممت في تفسيري هذا ببيان وجوه الإعجاز، ونكت البلاغة العربية وأساليب الاستعمال، واهتممت أيضا ببيان تناسب اتصال الآي بعضها ببعض"[39]

میں نے اپنی تفسیر میں وجوہ اعجاز، عربی بلاغت کے نکات اور استعمال کے اسالیب کو بیان کرنے کا خیال رکھا ہے اور اسی طرح بعض آیات کا بعض کے ساتھ اتصال و مناسبت کا بھی اہتمام کیا ہے۔

12۔ مفتی محمد شفیعؒ

مفتی محمد شفیع ؒ کی تفسیر معارف القرآن جو اصل میں حضرت تھانوی رحمہ اللہ کے منہج اور اصولوں کی روشنی میں لکھی گئی ہے، بیان القرآن کی طرح اس میں بھی روابط سور و آیات کا کافی حد تک اہتمام کیا گیا ہے۔

13۔ محمد ادریس کاندہلویؒ

شیخ الحدیث محمد ادریس کاندہلویؒ نے بھی معارف القرآن کے نام سے ہی تفسیری کام کیا ہے مقدمۃ التفسیر میں فرماتے ہیں:

"(ترجمہ شیخ الھند اور بیان القرآن کے منظر عام پر آجانے کے بعد) ضرورت اس بات کی پیش آئی کہ ایک ایسی تفسیر لکھی جائے جو مطالب قرآنیہ کی توضیح و تشریح اور ربط آیات کے علاوہ قدرے احادیث صحیحہ اور اقوال صحابہ و تابعین پر اور بقدر ضرورت لطائف و معارف اور نکات اور مسائل مشکلہ کی تحقیقات اور ملاحدہ اور زنادقہ کی تردید اور ان کے شبہات اور اعتراضات کے جوابات پر مشتمل ہو۔[40]

14۔ ابوالاعلی مودودیؒ

مولانا ابوالاعلی مودودی نے اپنی کثیر تصانیف میں علم تفسیر کا کام "تفہیم القرآن" کے نام سے کیا ہے۔ اس تفسیر کی اہم خصوصیات میں سے الگ ایک عام خاصیت یہ ہے انہوں نے ہر سورت کے ایک مرکزی مضمون سے ساری

---

[39] ابن عاشور، محمد طاہر بن محمد بن محمد طاہر، مقدمۃ تفسیر "التحریر والتنویر" 1984 ھ، الدار التونسیۃ للنشر تونس

Ibn Ashur, Muhammad Tahir bin Muhammad bin Muhammad Tahir, Muqadmat Tafsir "Al-Tahrir Wal-Tanweer" 1984 A.H.

[40] محمد ادریس کاندھلوی، معارف القرآن، ج1، ص17

Muhammad Idris Kandhalvi, Ma'arif al-Qur'an, Vol. 1, p. 17

سورت کی آیات کا ربط بیان کیا ہے، اس چیز کی کوشش کی گئی ہے کہ یہ کتاب اپنے موضوع کو کسی جگہ بھی چھوڑتی نظر نہیں آتی، ابتداء سے انتہاء تک اس کے مضامین جڑے ہوئے محسوس ہوتے ہیں۔ مضامین سورت اور ربط آیات اس کے مقصد ودعوت سے لیے گئے ہیں۔ تقریباپوری تفسیر میں ربط کو متعین کرنے کی پوری پوری کوشش دکھائی دیتی نظر آتی ہے، ہر سورت میں مختلف خطبات اور ان کے مرکزی مضامین اور ان خطبات کا مرکزی مضمون سے تعلق یہ تو تقریباہر سورت میں تلاش کیے جاتے ہیں۔ مولانا مودودی صاحب قرآن کو ایک وحدت قرار دیتے ہیں۔ وہ فرماتے ہیں:

قرآن ہدایت ورہنمائی سے عبارت ہے۔ قرآن کا ہر ہر لفظ ساری کی ساری آیات اور ساری سورتیں ایک ہی بندھن میں مرکزی مضمون کو آشکار کرتی نظر آتی ہیں۔

15۔ صفوۃ اللہ الحنفی

صفوۃ اللہ الحنفی نے تفسیر صفوۃ البیان تحریر فرمائی، آپ نے بھی اس موضوع یعنی ربط الآیات کا اپنی تفسیر میں اہتمام فرمایاہے۔ سورۃ الانعام کا ربط تحریر فرماتے ہیں: مائدہ کے آخر میں اللہ تعالی نے توحید کا ذکر کیا (کہ ہر چیز کا مالک اللہ ہے) اور انعام کے شروع میں اسی مضمون توحید کا ذکر کیا (کہ ہر چیز کا خالق بھی اللہ ہے)۔[41]

16۔ سعید حوی

ان کی تفسیر کا نام "الاساس فی التفسیر" ہے جو گیارہ جلدوں پر مشتمل ہے۔ وہ اپنی تفسیر میں فرماتے ہیں:

"إن الخاصية الأولى لهذا التفسير وقد تكون ميزته الرئيسية أنه قدم لأول مرة- فيما أعلم- نظرية جديدة في موضوع الوحدة القرآنية"[42]

اس تفسیر کی پہلی خاصیت اور بڑا امتیاز یہ ہے کہ وحدت قرآنی (ربط ومناسبات) کے موضوع پر پہلی مرتبہ ایک جدید نظریہ پیش کیا گیاہے۔

---

[41] فدا حسین، اصول تفسیر میں نظم قرآن کی روایات کا تاریخی وتحلیلی کا جائزہ، ص173، علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی اسلام آباد

Fida Hussain, A Historical and Analytical Review of the Traditions of the Poem of the Qur’an in Usul Tafsir, p. 173, Allama Iqbal Open University, Islamabad.

[42] سعید حوّی، الأساس فی التفسیر، ج1، ص21، دار السلام قاہرۃ، الطبعۃ السادسۃ، 1424ھ-

Saeed Hawi, Al-Asas fi al-Tafsir, Vol. 1, p. 21, Dar al-Salam Cairo, Al-Tabbah VI, 1424 AH.

17۔مولانا محمد طاہر پنج پیری

مولانا حسین علی ؒ کی طرز پر ان کے شاگردوں میں ایک مشہور نام مولانا محمد طاہرؒ کا ہے،جنھوں نے الوانیؒ طرز کے ساتھ ساتھ مولانا عبید اللہ سندھیؒ کی طرز کو بھی عوام و خواص تک کماحقہ پہنچایا۔اس موضوع پر "سمط الدرر فی ربط الآیات والسور" ایک رسالہ تحریر فرمایا۔ہر سورت حتیٰ کہ پورے قرآن کا خلاصہ انتہائی اختصار اور سہل انداز میں بیان کرنا آپ کی ایک امتیازی شان رہی ہے۔

18۔ شیخ ناصر مکارم شیرازی

مکتب اثنا عشری سے تعلق ہے،جنھوں نے بیس جلدوں میں قرآن مجید کی تفسیر لکھی،جس کا نام "الامثل فی تفسیر کتاب اللہ المنزل" رکھا۔اور اپنی تفسیر میں سیاق و سباق کے حوالے سے ربط آیات و سور کا مرکزی عنوان اور وجہ تسمیہ کو خاص کر مد نظر رکھا۔

19۔ محمد علی صابونی

ان کی تفسیر "صفوۃ التفاسیر" میں ربط و مناسبت کا خصوصی اہتمام کیا گیا ہے، یہاں تک کہ ربط بیان کرنے سے پہلے مناسبت کا عنوان دیتے ہیں اور سباق کو سامنے رکھ کر اس کی تفسیر کرتے ہیں۔

20۔حمید الدین فراہی

ربط قرآن کے موضوع پر سب سے زیادہ مدلل رائے رکھنے والے برصغیر کے عالم حمید الدین فراہی ہیں۔ان کے نزدیک ہر سورۃ کا ایک مرکزی مضمون ہوتا ہے،مسائل واحکام اسی مرکزی مضمون کے گرد گھومتے ہیں،ربط قرآن کی اہمیت وافادیت پر دلائل النظام لکھی بل کہ اسی ربط کی مناسبت سے اپنی تفسیر کا نام بھی نظام القرآن رکھا ہے۔

21۔ قاضی شمس الدین صاحبؒ

حدیث و اصول حدیث کے ساتھ ساتھ قرآن کریم کی تفسیر میں بھی کمال دسترس رکھتے تھے انھوں نے انتہائی مختصر مگر جامع انداز سے التبیان فی تیسیر القرآن اور انوار التبیان فی اسرار القرآن تفاسیر لکھیں، جن میں ربط کا غایت درجہ اہتمام کیا گیا ہے۔

22۔ محمد حسین شاہ نیلویؒ

اِس دور کے ان عظیم علماء میں سے تھے جو قرآن کریم کو پڑھانے میں ایک جداگانہ انداز رکھتے تھے، آپ اپنے دروس میں انتہائی مختصر اور عام فہم انداز میں پورے قرآن کا ربط و خلاصہ بیان کرتے تھے۔ آپ کی تفسیر "فیض الجلیل فی

تسہیل التنزیل، جو ابھی تک طبع نہ ہو سکی، تبیین القرآن، خلاصۃ البیان، مراۃ القرآن، بدر منیر حاشیہ تفسیر بے نظیر اس موضوع کے متعلق اہم کتابیں ہیں۔

23۔ مولانا محمد امیر بندیالویؒ

آپ حسین علی الوانیؒ کے خلفاء میں سے تھے، اپنے حلقہ درس میں ربط آیات و سور کا اہتمام فرماتے اور اس موضوع پر ایک کتاب الدرر المنثورۃ فی ربط آیۃ بآیۃ وسورۃ بسورۃ ہے۔ اس میں انہوں نے سورتوں کے خلاصے، ہر سورت کا ما قبل سورت سے تعلق اور آیات کے مابین ربط کو خوب بیان فرمایا۔

24۔ عبد السلام رستمی

علامہ محمد طاہرؒ کے شاگردوں میں سے ہیں، انہی کی طرز پر سب سے زیادہ کام کو پھیلانے والے عبد السلام رستمی ہیں، اس موضوع پر ایک کتاب پشتو میں لکھی جس کا نام "الدرر المنظومات فی ربط السور والآیات "ہے، جبکہ دوسری کتاب عربی زبان میں توجیہ الناظرین الی مقاصد الکتاب المبین لکھی۔ انہوں نے اپنی مادری زبان پشتو میں مایہ ناز تفسیر احسن الکلام تصنیف فرمائی جس کا حال ہی میں علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی کی نگرانی میں بعض حصوں کا اردو ترجمہ مکمل ہو چکا ہے۔ اور دیگر حصوں پر بھی کام ہو رہا ہے۔ ربط آیات و سور پر ایک عظیم شاہکار ہے۔

25۔ قاضی عصمت اللہؒ

آپ تقریباً نصف صدی درس قرآن کے ساتھ وابستہ رہے، آپ نے ربط سور کے موضوع پر ایک رسالہ "نظم الدرر فی ربط الآیات والسور" تحریر فرمایا جو بے مثال جامعیت کا حامل ہے۔

26۔ غلام رسول سعیدی

ان کی تفسیر کا نام "تبیان القرآن" ہے اردو زبان میں لکھی گئی 12 جلدوں پر مشتمل ہے، اپنی تفسیر میں سعیدی صاحب ہر سورت کی ابتداء میں سورت کا تعارف، شان نزول، فضائل، اس کے مرکزی مضامین اور سورت کا ما قبل سے ربط و مناسبت بیان کرتے ہیں۔ مختلف قرآنی آیات کے مابین ربط بیان کرنا ان کے تفسیری منہج کا حصہ رہا ہے۔

27۔ ڈاکٹر سید حامد حسن بلگرامی

اسلامیہ یونیورسٹی بہاولپور کے وائس چانسلر تھے، آپ نے فیوض القرآن کے نام سے دو جلدوں میں قران کریم کی تفسیر لکھی، جس میں ایک آیت کا دوسری آیت سے ربط کا خصوصی اہتمام کیا۔ اپنی تفسیر کے بارے میں لکھتے ہیں:

آج دور حاضر کے ذہن اور اس کے استدلالی مزاج کے پیش نظر قرآنی آیات کے مطالب ایسے پر اثر انداز سے اس طرح پیش کیے جانے کی ضرورت ہے کہ آیات کے مطالب اور مفہوم کے ساتھ، ربط آیات، بیان کا تسلسل، اعجاز بیان کی ندرت اور قرآن کا معجزانہ انداز ہدایت بیک وقت نمایاں ہو تا جائے، جو قرآن کی رفعتوں کا بھی ترجمان ہو اور وسعتوں کا بھی اور طالب ہدایت کے ذہن میں وہ خطرے پیدا نہ ہوں، جو تفہیم دین میں خارج ہوتے ہیں تاکہ قرآن پاک کی حقیقی فہم تک ان کی رسائی ہو سکے اور اس کے انوار و برکات سے وہ مستفید اور مستفیض ہوں۔

خلاصہ بحث

قرآن فہمی کے لیے ربط سے واقفیت ضروری ہے۔ قرآنی آیات و سور کی تفسیر میں ایک حد تک ربط کے اہتمام کا آغاز دور نبوت سے ہی ہو چکا تھا۔ لیکن تیسری صدی ہجری میں اس کو باقاعدہ ایک علم کی شکل دی گئی اور مفسرین نے اپنی تفاسیر میں اس علم کو جگہ دی۔ ربط کلام کے فوائد و حکمت کے پیش نظر مختلف طبقات کے مفسرین نہ صرف اس علم کی اہمیت و افادیت کے قائل رہے ہیں بل کہ اس کے مختلف پہلوؤں پر خاطر خواہ کام بھی کیا ہے۔ سورتوں کی موجودہ مقداری تقسیم سے ربط قرآن کے نظریہ کی تائید ہوتی ہے۔ ان کا نظریہ تھا:

- ربط کلام اور علم مناسبت سے قرآن میں بیان کردہ آفاقی، انفسی اور تاریخی دلائل کی حکیمانہ ترتیب سے آگاہی ہوتی ہے۔
- ربط قرآن کے ذریعے اسباب نزول کے سمجھنے میں مدد ملتی ہے اور ربط ہی کے ذریعے روایات کو پرکھنے میں مدد ملتی ہے۔
- ربط کلام سے معنی میں کشش، قوت اور تاثیر پیدا ہوتی ہے۔
- ربط قرآن سے قرآن کے اجزاء باہم مربوط ہو جاتے ہیں۔
- متکلم کی مزاجی کیفیت سے عدم واقفیت ربط کی تلاش میں مشکل کا باعث ہوتی ہے۔
- ظاہری و معنوی ربط کے ذریعے نظم کی تلاش میں مدد مل سکتی ہے۔